رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

اُنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

چھپا دست ہمت میں روز قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

الحکم

ایڈیٹرز شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
(ابن یعقوب) شیخ محمود احمد قادیانی

جلد ۲۳ نمبر ۱۴ و ۱۵

قادیان مورخہ ۱۴ و ۲۱ اپریل ۱۹۲۰ء

فہرست مضامین

ذکر الحبیب حبیب

رمضان شریف کا مہینہ اور جمعہ کا دن تھا۔ اور گرمی کا موسم سخت تھا۔ مسجد مبارک میں جمعہ کی نماز میں نے پڑھائی۔ اُس زمانہ میں تھوڑے آدمی اتنے جمع ہوتے تھے۔ کہ مسجد مبارک اور اُسکی چھت پر سما سکتے تھے کئی سال تک پانچوں نمازیں اور نماز جمعہ اور عیدین حسب الارشاد حضرت اقدس علیہ السلام میں نے پڑھائی ہیں۔ بعد نماز جمعہ اس روز آپؑ مسجد مبارک میں بہت دیر تک تشریف فرما رہے۔ سب حاضرین پر پیاس کا غلبہ تھا۔ خصوصاً مجھ پر تشنگی زیادہ غالب تھی کیونکہ دیر تک خطبہ میں فضائل روزہ بیان کیے گئے تھے میں نے ایک شخص سے سوال کیا کہ مجھے پانی پلاؤ۔ وہ شخص مجھ پر حسن ظن کسی عذر کا کرکے پانی کا گلاس بھر کے لایا۔ جب میں نے وہ گلاس ہاتھ میں لیا۔ اور یہ یاد نہ رہا کہ روزہ ہے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ پیر صاحب آپ روزے سے نہیں ہیں۔ میں نے یہ سنکر گلاس ہاتھ سے رکھدیا۔ اور عذر کیا کہ میں بھول گیا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ہنسکر فرمایا۔ کیا اچھا ہوتا آپ سوال نہ کرتے۔ اور خود اُٹھکر پانی پی لیتے۔ تاکہ روزہ بھی رہجاتا اور پیاس بھی بجھ جاتی۔ سوال کرنے سے خدائی دعوت سے بھی محروم رہنا پڑا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک صحابی کو سوال کرنے سے منع فرمایا۔ تو اُنھوں نے یہانتک احتیاط کی کہ جنگ میں اُنکا چابک گر پڑا تو گھوڑے سے اُتر کر خود اُٹھایا۔ اور کسی سے نہ کہا کہ میرا چابک گر پڑا ہے کوئی اُٹھا دے۔ پھر فرمایا کہ یہ جو آجکل گداگر سوالی پھرتے ہیں اور صحیح وسلامت تندرست ہیں۔ ان کو دینا بھی گناہ ہے۔ خداتعالیٰ قیامت کے دن انپر نظر رحمت نہ فرمائیگا۔ جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے

(سراج الحق نعمانی)

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک معجزہ

(از جناب مولوی جلال الدین مولوی فاضل سکھوانی)

(۱)

جناب شیخ محمد یوسف صاحب اور مولوی محفوظ الحق صاحب اور خاکسار ایک گاؤں موہنگ ضلع گجرات تبلیغ کیلئے ۵ اپریل ۱۹۲۰ء کو پہنچے۔ اور ۶ تاریخ کو صبح کے قریباً ساڑھے گیارہ بجے احمدی احباب کے ساتھ ایک مکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چودھری

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر وپبلشر شایع ہوا)

کسی شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کہ ان صاحب کا کیا منشاء تھا۔ آیا وہ اس امر کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔ کیونکہ ہمارے امام نے یہ بیان کیا ہے کہ ہندو مذہب کی تعلیم زیر بحث مضمون میں مسیحی تعلیم سے افضل ہے۔ یا مسلمان ہونیکے دعویٰ کے باوجود وہ ان کو اس بات پر بھڑکاتے تھے۔ کہ کیوں ہمارے امام نے کہا ہے کہ اسلام کی تعلیم سب مذاہب سے افضل ہے۔ اگر اول الذکر بات ہے تو ہر ایک ہندو ہنستا ہوگا۔ کہ ایسی ہتک تو کاش سب ہی لوگ کیا کریں یہ ہمارے مذہب کی ہتک کیونکر ہوگئی۔ اگر ثانی الذکر بات ہے۔ تو ہر ایک شخص جو دل میں اسلام کی محبت رکھتا ہے۔ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسوقت علماء اور ان کے شاگردوں میں اسلام کی محبت کس حد تک رہ گئی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ گر ہمیں مکتب است وایں ملاں کار طفلاں تمام خواہد شد +

اس شور کے ساتھ مولوی صاحبان نے سٹیج کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اور شہر کیطرف پیغام بر بھیجے گئے کہ منڈوہ میں لڑائی ہوگئی ہے۔ جلدی آؤ جب ان کی نیت معلوم ہوگئی بعض لوگوں نے کود کود کر سٹیج پر آنیکی کوشش کی۔ مگر ان کو اس کوشش میں کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ اس امر کا پہلے سے ہی انتظام کر دیا گیا تھا۔ پولیس نے بہتیرا سمجھایا مگر ان لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ سینکڑوں آدمی کھڑے ہو کر شور مچا رہے تھے۔ مگر احمدیہ جماعت نے جنکو ان کے امام نے اسی وقت تاکیدی حکم دیدیا تھا کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ نہایت تحمل سے کام لیا۔ اور سوائے اس کے کہ مقامی جماعت کے منتظمین نے مولوی صاحبان سے کہا کہ اگر وہ صبر سے نہیں سن سکتے تو ہال سے چلے جاویں۔ اور کوئی بات ان کی طرف سے نہیں ہوئی۔ جو کچھ کرتی رہی پولیس ہی کرتی رہی۔ بلکہ یہ تدبیر بھی بعض ایسے لوگوں کے ایماء سے اختیار کرنی پڑی۔ جو ہم سے بے تعلق ہیں۔ ورنہ شروع میں ہمارے امام نے اس امر کی اجازت نہ دی تھی۔ کہ ان لوگوں سے یہ کہا جاوے۔ کہ وہ چلے جاویں +

غرض یہ ایک نہایت ہی جگر خراش نظارہ تھا۔ اور اصل غرض یہی تھی کہ کسی طرح شور مچا کر لیکچر بند کیا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے لیکچر ہوا۔ اور اچھی طرح ہوا۔ اور اس شور کے بعد دو گھنٹہ کے قریب تک ہوتا رہا۔ جو کچھ حرکات اسوقت ان صاحبان نے کیں۔ وہ دوسرے موقع پر تفصیلاً بیان کرینگے۔ سردست ہم وہ حدیث نقل کر دیتے ہیں جس کا انکار اسوقت مولوی عطاء اللہ اور ان کے ساتھی کرتے تھے۔ اور جسے اسلام کیلئے ہتک قرار دیتے تھے۔ اس وقت ان کو حوالہ اسلیے نہیں بتایا گیا تھا۔ کہ ہمیں یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ شور کرنیکی غرض سے آئے ہیں۔ پس اگر ایک دفعہ بھی ان کے لیکچر میں بولنے کے حق کو تسلیم کر لیا جاتا تو وہ لیکچر نہ ہوتا۔ بلکہ ایک مباحثہ اور مناظرہ بن جاتا اور اس قماش کے آدمیوں سے کوئی شریف آدمی بھی کلام کرنا پسند نہ کریگا۔ دوسرے یہ کہ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ صفحہ۔ مطبع۔ اور سطر بھی بتاؤ۔ اسوقت کتاب تو بتائی جا سکتی تھی۔ مگر اسکا صفحہ اور سطر اور مطبع جس میں کتاب چھپی ہے ان امور کا بتانا ناممکنات میں سے تھا۔ کیونکہ اسوقت کتاب ساتھ نہ تھی اور اگر بفرض محال کسی کو یاد بھی ہوتی تو مولوی صاحبان کے پاس پھر بھی عذر موجود تھا کہ وہ کتاب دکھاؤ۔ اور پھر گواہ پیش کرو۔ کہ یہ واقعہ میں اس مطبع میں چھپی ہے۔ جسکا نام اوپر لکھا ہے اور یہ بھی شہادت دلواؤ کہ وہ مطبع والا احمدی نہیں ہے کیونکہ دوران اثناء میں انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمیں تو تمہارے قرآن کا بھی اعتبار نہیں پس ان ایسے حالات ان کے سوال کے جواب دینے کے یہ معنے تھے۔ کہ ان کے فریب میں آجاتے اور لیکچر بند کر دیتے +

اب ہم وہ حدیث نقل کرتے ہیں جو بخاری و مسلم کی حدیث ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اہل حدیث کے استاد اور قائمقام کے نزدیک اسلام کی ہتک کرنے والی ہے +

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا امرأۃ من السبی تحلب ثدیہا تسعی اذا وجدت صبیا فی السبی اخذتہ فالصقتہ ببطنہا وارضعتہ فقال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم أترون ہذہ طارحۃ ولدہا فی النار قلنا لا وہی تقدر علی ان لا تطرحہ فقال اللہ ارحم بعبادہ من ہذہ بولدہا بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد و تقبیلہ ومعانقتہ + (دیکھو بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ جلد ۳ صفحہ ۸۸۷ سطر ۱۳ تا ۱۷ مطبع احمدی میرٹھ تقطیع کلاں۔ وتیسیر البخاری ترجمہ صحیح البخاری پارہ نمبر ۲۴ صفحہ ۹۱۔ سطر ۶ تا ۱۱ مطبع احمدی واقع لاہور +)

یعنی حضرت عمر رضی کی روایت ہے کہ ایک جماعت جنگی قیدیوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی (جیسا کہ شروح سے ثابت ہے یہ ہوازن کے قیدی تھے۔ دیکھو فتح الباری) ان میں سے ایک عورت جسکے پستان دودھ سے پُر تھے دوڑتی پھرتی تھی۔ اور جو بچہ اسے ملتا اسے اٹھا کر چھاتی سے لگا لیتی اور اسکو دودھ پلاتی پھر اپنے بچہ کی تلاش میں لگ جاتی۔ جب اسکا بچہ اسے ملگیا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں پھینک دیگی صحابہ رضی نے کہا کہ اپنا بس چلے تو ایسا کبھی نہ کریگی + آپ نے فرمایا۔ کہ یہ عورت جتنا اپنے بچہ پر رحم کرتی ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی تشریح لکھتے ہیں:۔ وعرف من سیاقہ انہا کانت فقدت صبیہا وتضررت باجتماع اللبن فی ثدیہا فکانت اذا وجدت صبیا ارضعتہ لیخف عنہا فلما وجدت صبیہا بعینہ اخذتہ فالتزمتہ + یعنی اس حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس عورت کا بچہ گم گیا تھا۔ اور

دودھ کے چڑھ جانے سے اسے تکلیف ہوتی تھی اسلیے جو بچہ اسے ملتا اسے دودھ پلاتی۔ تاکہ دودھ کا جوش کم ہو جاوے۔ پس جب اسکا اپنا بچہ ملگیا۔ تو اسے اس نے اپنے ساتھ چمٹا لیا (فتح الباری مطبوعہ مطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۱ھ جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۱) بخاری کے علاوہ یہی حدیث مسلم میں کتاب التوبۃ باب سعۃ رحمۃ اللہ وانہا سبقت غضبہ میں بھی حضرت عمرؓ سے روایت کی گئی ہے اور اس میں عبارت اسطرح ہے:۔

قدم علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم بسبی فاذا امرأۃ من السبی تبتغی اذا وجدت صبیا فی السبی اخذتہ فالصقتہ ببطنہا وارضعتہ فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أترون ھذہ المرأۃ طارحۃ ولدھا فی النار قلنا لا واللہ وھی تقدر علی ان لا تطرحہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ ارحم بعبادہ من ھذہ بولدھا (دیکھو صحیح مسلم مع شرح للنواوی جلد ۲ صفحہ ۳۵۶ سطر ۱۵ تا ۱۸ مطبع نولکشور واقع بلدہ لکھنؤ مطبوعہ سنہ ۱۳۱۹ھ و مسلم برحاشیہ قسطلانی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۹۳ھ) یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ قیدی جنگ کے پیش ہوئے۔ ان میں ایک عورت تھی جو اپنا بچہ تلاش کر رہی تھی جب قیدیوں میں سے کسی بچہ کو پاتی اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگا لیتی اور دودھ پلاتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنی جب اسکا بچہ ملگیا) کیا یہ اپنا بچہ آگ میں پھینک دیگی۔ ہمنے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس چلتے تو ایسا نہ کریگی۔ آپؐ نے فرمایا جسقدر یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے:۔

بخاری اور مسلم کی اس شہادت کے بعد اہل حدیث فرقہ کے وہ علماء جن کے نمائندوں نے لیکچر گاہ میں شور مچایا اور اس حدیث کو اسلام کی ہتک قرار دیا۔ نہ معلوم کیا جواب دینگے؟ مگر ہم اسقدر جانتے ہیں کہ ان لوگوں کو اس قسم کی حجت بازیوں اور فریق مخالف کو زک دینے کیلیئے حیلہ سازیوں کی اسقدر مشق ہو گئی ہے کہ بجائے اسکے کہ وہ اسپر شرمائیں۔ اپنی مجالس میں فخر کرینگے کہ لیکچر میں شور مچانے کے لیے ہمنے کیسا عجیب حیلہ کیا اور کسطرح شور مچایا۔ اور مولوی عطاء اللہ اور انکے رفقاء کی پیٹھ ٹھوکی جا رہی ہوگی۔ کہ کیا اعلیٰ خدمت اسلام تم سے وقوع میں آئی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ اسقدر خیال نہیں کرتے۔ کہ اسلام کو اس قدر ضعف پہنچ گیا ہے۔ اب تو ان جھوٹی تدابیر سے توبہ کریں اور خوف خدا سے کام لیکر خدا تعالیٰ کے رحم کے جاذب ہوں۔ کاش! مسلمان یہ سمجھیں کہ مسلمانوں کی تباہی اسقدر وہ مسیحی مدبر نہیں۔ جن کے خلاف یہ علماء جوش و خروش کا اظہار کر رہے ہیں۔ جسقدر یہ علماء خود ہیں اگر یہ لوگ اسلام میں اس قدر رخنہ اندازیاں نہ کرتے تو کیا مجال تھی۔ کہ دشمن اسلام کو اسطرح پامال کر سکتا۔ از شماست کہ بر شماست۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے اور اب بھی مسلمان سمجھ جائیں تو ابھی کچھ نہیں گیا:۔

۱۷ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء

خاکسار رحیم بخش ایم۔ اے۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

اخبار القریش امرتسر کا دروغ بیفروغ

ایک ہزار روپیہ انعام

۱۴ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء کو اسوقت جبکہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح بندے ماترم ہال امرتسر میں لیکچر دے رہے تھے۔ امرتسری مولویوں اور ان کے پیروں نے اپنی تہذیب اور شرافت کا جو نمونہ پیش کیا وہی ان کی عبرتناک حالت کو ظاہر کرنے کے لیے کافی تھا۔ (اسکے متعلق مفصل انشاء اللہ اخبار میں لکھا جائیگا) لیکن انھوں نے اسپر بس نہیں کی بلکہ اب تحریری طور پر ہمارے خلاف بالکل غلط اور جھوٹی باتیں شائع کرنا شروع کر دی ہیں۔ اور جرأت اور دلیری سے دروغ بیانی کے ذریعہ اپنی فتح اور ہماری شکست ظاہر کرنی چاہی ہے۔ چنانچہ اخبار القریش امرتسر مورخہ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء میں "محمودی شکست و بخاری فتح" کے عنوان سے ایک مضمون لکھکر جہاں اور غلط بیانیاں کی گئی ہیں۔ وہاں مولوی عطاء اللہ صاحب کے شور و شر کا ذکر کرنے بعد یہ دروغ بیفروغ بھی شائع کیا گیا ہے کہ:۔

"بالآخر ۶ بجے کوتوال شہر چودھری عزیز الدین صاحب نے مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ آپ مناظرہ چاہتے ہیں۔ تو انتظام کیا جائے جس کے جواب میں مرزا صاحب نے جواب دیا کہ ہم اسقدر استعداد نہیں رکھتے ہم اب پناہ چاہتے ہیں۔ ہمیں راستہ دیدیا جائے تاکہ ہم چلے جائیں۔ کوتوال صاحب نے مولوی عطاء اللہ صاحب کو بآواز بلند کہا کہ مرزا صاحب شکست مانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمیں جانے کیلیے راستہ دیدیا جائے"

مذکورہ بالا سطور کے متعلق کچھ لکھنے سے قبل ہم انھیں دو حصوں میں منقسم کرتے ہیں۔ ایک حصہ وہ جس میں کوتوال شہر کی حضرت خلیفۃ المسیح سے گفتگو کا حال دیا گیا ہے۔ اور دوسرا حصہ وہ جو صرف کوتوال صاحب سے متعلق ہے۔ حصہ اول میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف جو یہ منسوب کیا گیا ہے کہ آپ سے کوتوال شہر نے مناظرہ کے لیے پوچھا اور آپنے جواب دیا کہ "ہم اسقدر استعداد نہیں رکھتے ہم اب پناہ چاہتے ہیں۔ ہمیں راستہ دیدیا جائے تاکہ ہم چلے جائیں" یہ سرتاپا غلط اور بالکل جھوٹ ہے اور اسمیں اتنی بھی سچائی نہیں جتنی ماش پر سفیدی ہوتی ہے اسوقت جبکہ مولوی عطاء اللہ صاحب نے ہمارے خلاف ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ اور شاید مولویت کا اظہار وہ طرح طرح کی ناشائستہ حرکات

...بیعہ کر رہے تھے۔ چودھری عزیز الدین صاحب کوتوال شہر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے قریب تک نہیں آئے۔ چہ جائیکہ اُنھوں نے آپ سے کچھ پوچھا ہو۔ اور آپنے کوئی جواب دیا ہو۔ اور اخیر وقت تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کوئی بات چیت نہیں کی۔ پس یہ محض افترا اور نہایت گندہ اور ناپاک جھوٹ ہے۔ جو اخبار القریش نے گھڑا ہے۔ اور ہم اسکی بڑے زور کے ساتھ تردید کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب اخبار القریش کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ اسوقت چودھری عزیز الدین صاحب کوتوال شہر نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے مناظرہ کے متعلق کوئی گفتگو کی تو ہم ایک ہزار روپیہ نقد انھیں انعام دیں گے۔ لیکن ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ ان میں ہرگز طاقت نہیں ہے کہ اپنے اس جھوٹ کو پایۂ ثبوت تک پہنچا سکیں اور اس بات کا کوئی ثبوت پیش کریں *

کسقدر تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ کوتوال صاحب شہر کا مناظرہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کرنا تو الگ رہا آخر تک حضرت خلیفۃ المسیح کے قریب تک بھی نہیں گئے۔ اور نہ اُنھوں نے کوئی بات کی ہے۔ لیکن صداقت اور راستبازی کا ستیاناس کرنیوالا اخبار قریش کوتوال صاحب کی طرف ایک گفتگو منسوب کر کے اپنی فتح منا رہا ہے *

یہ تو مذکورہ بالا غلط بیانی اور دھوکہ دہی کے حصہ اول کا جواب ہے جسکو پڑھکر امید ہے سمجھدار اور حق پسند لوگ معلوم کر لینگے کہ آجکل مسلمان کہلانیوالوں کی حالت کسقدر افسوسناک ہو گئی ہے اب رہا مذکورۂ بالا تحریر کا دوسرا حصہ جو صرف کوتوال صاحب کے متعلق ہے اسکی نسبت ہم سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نہیں جانتے۔ کہ کوتوال صاحب نے کہا یا نہیں۔ اور اگر کہا تو کیوں کہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس نہ وہ آئے۔ اور نہ ان سے کوئی گفتگو ہوئی۔ اس کی تصدیق وہ غیر احمدی اور ہندو معززین بھی کر سکتے ہیں۔ جو اخیر وقت تک سٹیج پر موجود رہے۔ پس یہ بالکل غلط اور محض جھوٹ ہے کہ کوتوال صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے مناظرہ کے لیے پوچھا اور آپنے اس سے انکار کیا۔ اس جھوٹ کو شائع کرنیوالوں کو چاہیئے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کے وعید شدید سے ڈریں اور اسوقت کو یاد کریں۔ جبکہ خدا تعالیٰ کے حضور انھیں حاضر ہونا ہے *

اس غلط بیانی کی تردید کرنے کے بعد ہم اہل انصاف اور حق پسند اصحاب سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ان مولویوں کی حالت کو دیکھیں۔ اور غور کریں۔ کہ ایسے لوگوں سے کونسی بھلائی کی توقع کیجا سکتی ہے *

خاکسار

رحیم بخش ایم۔ اے۔ ناظر تالیف و اشاعت

قادیان دار الامان ۱۴۔ اپریل ۱۹۲۰ء

ذکر الحبیب

(نوشتہ جناب مولوی سراج الحق صاحب نعمانی)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لیے باہر تشریف لائے چند خدام ہمراہ ہوگئے اتنے میں عالی جناب حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی۔ اور عالیجناب حضرت میرزا بشیر احمد صاحب سلمہا اللہ تعالیٰ بھی گھر سے باہر آگئے۔ اور ہمراہ جانے کے لیے آگے آگے سب کے بھاگ کر دور نکل گئے۔ جناب میرزا بشیر احمد صاحب کے پیر میں جوتہ نہیں تھا۔ برہنہ پا تھے انکی عمر اسوقت پانچ سات سال کی ہوگی حضرت اقدس علیہ السلام جب ان کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ جوتہ کہاں ہے؟ اُنھوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا پھر بھی جواب نہ دیا۔ اور یہ جگہ وہ تھی جہاں اسوقت میاں نظام الدین صاحب احمدی ٹیلر ماسٹر کا نیا مکان ہے تو اسوقت حضرت اقدس نے فرمایا کہ بچوں کا بھی عجیب حال ہوتا ہے جوتہ نہ ہو تو رہتی اور جو لیکر دیا جاتا ہے تو اسکی کوئی پرواہ نہیں ہوتی یہاں محبوب سایہ میں پڑا پڑا خشک ہو جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے۔

پھر سب احباب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو برہنہ پا ہے وہ خدا کو دیکھ لیتا ہے اور پھر ایک بزرگ کی حکایت بیان فرمائی اور سیر کے لیے تشریف لے گئے اتنے میں اور بہت سے احباب بھی آگئے اچھا خاصہ مجمع ہو گیا۔ میں نے اس روز سے جوتہ پہننا چھوڑ دیا اور دو سال تک شاید جوتہ پیر میں نہیں ڈالا۔ خواہ مسجد میں جاتا ہو یا سیر میں خواہ اکیلے۔ خواہ حضرت صاحب کے ہمراہ دو سال کے بعد میں ایک روز تہجد کی نماز پڑھکر درود شریف پڑھ رہا تھا جو یکایک ایک غنودگی سی طاری ہو کر کشفی رنگ پکڑ گئی۔ میں نے دیکھا کہ دو شخص سفید پوش قوی ہیکل بڑے بڑے عمامے باندھے ہوئے میرے پاس آئے میں نے اُن کو دیکھا۔ اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ فرشتے ہیں اور اُنھوں نے کہا کہ اٹھو چلو۔ مینے کہا کہ کہاں چلوں فرشتوں نے کہا کہ تم کو فرمیسن بنائیں گے۔ خدا کا حکم آیا ہے میں کھڑا ہو گیا۔ ایک نے میرا داہنا بازو پکڑا اور ایک نے بایاں بازو خوب زور سے مضبوط پکڑا اور پکڑے ہوئے لے چلے میں دل میں کہتا تھا کہ بڑی مدت میں آرزو پوری ہوئی فرمیسن کی مدت سے باتیں سننے میں آتی تھیں اب تو فرمیسن ہی بنتا ہے خوب اسکے حال کا انکشاف ہو جاوے گا۔ اور جو فرمیسن بنتے ہیں وہ کسیکو اس کا حال نہیں سناتے مگر میں تو انشاء اللہ تعالیٰ سب حال ظاہر کر دونگا۔ میں اسی خیال میں تھا کہ مجھکو وہ فرشتے ایک مکان میں لیگئے جو نہایت بلند اور اونچا اور شاندار تھا۔ اور نہایت وسیع تھا۔ اسکا دروازہ بھی نہایت عالی شان بلند تھا۔ اور وہ جنوب رویہ مکان تھا۔ پھر اسی مکان کے اندر مجھے بلند دروازے میں سے ہو کر اندر کے مکان میں لیگئے جو پختہ فرش اور نہایت وسیع صحن تھا۔ اور بلندی میں اس سے بھی زیادہ خوشنما اور دلکش تھا اور تمام مکان روشن تھا۔ وہ روشنی اور قسم کی تھی۔ نہ سورج اور چاند کی روشنی اس پر سے قربان کر دیجائے اور اس مکان کا بالاخانہ تھا جس کی بڑی بڑی درچیاں دروازوں کے بھی بڑی تھیں اور اُن پر چلمنیں پڑی ہوئی تھیں (باقی باقی)

...بخش صاحب کے احمدی ہونے کا ذکر چل پڑا۔ اور چودھری صاحب خود بھی موجود تھے۔

۲

چودھری صاحب کی عمر اسوقت ۶۵ سال کے قریب ہے اور وہ زمیندار جٹ ہیں۔ غیر احمدی ہونیکی حالت میں وہ کچھ نیک نہیں تھے۔ اور نہ نماز روزے کے پابند لیکن جب ان کی احمدیوں کے ساتھ نشست و برخاست ہوئی۔ اور احمدی ان کو تبلیغ کرتے رہے تو وہ احمدیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُن کا کنبہ یہ دیکھکر کہ یہ احمدی ہونے لگے ہیں۔ اسکی مخالفت کرنے لگا۔ اور احمدی بننے سے اُن کو روکتا رہا۔ لیکن تھوڑی مدت کے بعد عشق احمدیت نے مجبور کیا۔ کہ وہ قادیان بیعت کیلئے جائیں آخر وہ گھر سے دیوانہ وار نکلے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور قادیان جاکر بیعت کرنیکا واقعہ یوں بیان کیا۔

۳

انھوں نے بیان کیا۔ کہ جب میں اپنے گاؤں سے نکلا تو میرے کنبہ والے بہت جوش و خروش میں آئے اور ایک طرح انکے گھر ماتم پڑ گیا۔ وہ میری تلاش میں ہاتھوں میں لاٹھیاں لیئے ہوئے نکلے۔ مجھے جب معلوم ہوا کہ میرے مارنے کیلئے پیچھے لگے آرہے ہیں۔ تو میں ایک گیہوں کے کھیت میں جا چھپا وہ میرے متعلق باتیں کرتے ہوئے کھیت کے پاس سے گذر گئے۔ اور میں اُن کی باتیں سنتا تھا۔ لیکن انھوں نے مجھے نہ دیکھا۔ اور جاکر اسٹشن پر تلاش کیا۔ اور مجھے نہ پایا۔ آخر خائب و خاسر واپس لوٹے۔

۴

جب وہ اس کھیت کے پاس سے جسمیں میں چھپا ہوا تھا۔ گذر گئے۔ تو میں اس کھیت سے نکل کر پہلے اسٹیشن پنڈی بہاؤالدین (جہاں سے میں نے سوار ہونا تھا) اور دوسرے اسٹشن چیلیانوالہ کو چھوڑتا ہوا تیسرے اسٹیشن "ڈنگہ" پر جا پہنچا۔ اور وہاں سے پھر سوار ہوکر قادیان جا پہنچا۔

۵

جب میں قادیان پہنچا۔ تو ان دنوں میں حضرت مسیح موعود باغ میں رہتے تھے۔ میں نے عصر کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود کے دستِ مبارک پر ہاتھ رکھکر بیعت کی۔

۶

جب بیعت کر چکا تو میں نے عرض کیا۔ کہ حضور غیر احمدی ہمیں کوئیں سے پانی نہیں لینے دیتے اور مسجدوں میں نماز نہیں پڑھنے دیتے تو حضور نے فرمایا۔ تم جہاں چاہو۔ نماز پڑھ لو۔ کیونکہ خدا نے ساری زمین کو تمہارے لیئے مسجد بنایا ہے۔ ایک وقت آئیگا کہ مسجدیں تمہارے قبضہ میں آجائینگی۔ (اب تین مسجدیں احمدیوں کے قبضہ میں ہیں)

۷

پھر میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے دیر سے درد طحال ہے۔ اسکے لیے حضور دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالٰے اس مرض سے مجھے شفا دے۔ اور میں نے اپنا قمیص اٹھا کر آپکو دکھایا اس جگہ ورم تھا۔ آپ نے وہاں اپنے ہاتھ لگایا۔ اور دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے بہت دیر تک دعا فرمائی۔ جونہی کہ حضرت صاحب نے دعا ختم کرکے اپنے ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر ملے اور میں نے اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر ملا۔ تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ اثنائے دعا میں ہی میرے پیٹ سے کوئی تلی نکال کر لے گیا ہے اور ورم وغیرہ سب کچھ جاتا رہا۔ اور فوراً شفا ہوگئی اس دن سے ۱۵ سال ہوئے آجتک مجھے پھر مرض طحال نہیں ہوئی۔

۸

یہ مذکورہ بالا بیان گیارہ آدمیوں کے سامنے بیان کیا۔ اور بعض ان میں سے ایسے بھی تھے جو کہ ان کے ساتھ بیعت کیوقت موجود تھے۔ کسی نے بھی اسکو غلط نہیں کہا بلکہ اس کی تصدیق کی۔

۹

پس غیر احمدی لوگ بتائیں۔ کہ کیا مسیح ناصری کے معجزے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات سے بڑھکر تھے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر مسیح ناصری نے سخت بیماروں کو دعا سے تندرست کیا۔ تو حضرت مسیح موعود نے ان سے بڑھکر بیماروں کو دعا سے شفا بخشی۔ والسلام

مکالمہ

احمدی (ایک غیر احمدی مولوی صاحب) قرآن شریف کا ترجمہ جو اردو یا کسی اور زبان میں کیا جاتا ہے اس سے کیا غرض ہوتی ہے۔

مولوی صاحب:۔ یہی کہ قرآن شریف عام طور سے سمجھ میں آجائے۔

احمدی۔ اُردو محاورہ اردو کے موافق جو ترجمہ قرآن شریف کیا جاتا ہے۔ وہ صحیح اور قابل تسلیم ہے

مولوی صاحب:۔ کیوں نہیں؟ ضرور

احمدی رفعہ اللہ الیہ کا یہ ترجمہ کہ "حضرت عیسٰی کو اللہ تعالٰی نے اپنی طرف اُٹھا لیا" محاورہ اردو کے لحاظ سے ٹھیک ہے یا نہیں۔

مولوی صاحب:۔ ٹھیک اور بالکل ٹھیک۔

احمدی:۔ کیوں مولانا! اردو محاورے میں جب کہا جائے کہ فلاں شخص دنیا سے اُٹھ گیا۔ یا خدا نے فلاں کو اُٹھا لیا تو یہی مطلب ہوتا ہے نا۔ کہ اُس شخص کی وفات ہوگئی۔"

مولوی صاحب:۔ ہاں، ہاں!

احمدی:۔ تو جب کہا گیا کہ اللہ تعالٰی نے حضرت عیسٰی کو اُٹھا لیا۔ تو اسکے بھی یہی معنی ہوئے کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوگئی۔"

مولوی صاحب:۔ .... (لاجواب)

(علمی)

احباب توسیع اشاعت میں کوشش فرمائیں۔

اور

بقایادار اپنا اپنا بقایا صاف کریں۔

(مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحکم

مدینۃ المسیح قادیان دارالامن و الاماں مورخہ ۱۴ و ۲۱ اپریل ۱۹۲۰ء

دُنیاءِ اسلام میں بدامنی کی نئی چنگاری

امریکہ اسلام کا خطرناک دُشمن ہے

ایک اسلامی مشنری کا مقابلہ ملکی طاقت کر رہی ہے

آئے دن حیرت انگیز حالات کا انکشاف ہو رہا ہے دنیا کے اندر بد امنی کی نئی چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں اور حال ہی کے انکشافات نے مسٹر لائڈ جارج وزیر انگلستان کی اس رائے کا کھلے طور پر بطلان ثابت کر دیا ہے۔ کہ آئندہ امن کی بنیاد عیسائیت کے اصولوں پر رکھی جا سکتی ہے۔ گذشتہ ہولناک جنگ عیسائیت کے ملک میں۔ عیسائیت کے گہوارے میں۔ عیسائیوں کے ہاتھوں شروع ہوئی۔ اور اسوقت تک ختم نہ ہوئی جبتک کئی سلطنتیں مٹ نہ گئیں اس واقعہ کے بعد مسٹر لائڈ جارج نے اعلان امن شائع کیا۔

اگر عیسائیت کی ڈکشنری میں امن کے معنے ایسی خطرناک جنگ ہیں۔ جو یقیناً ہیں۔ جیسے کہ صلح کے شہزادے مسیح نے فرمایا کہ میں صلح کرانے کے لیے نہیں بلکہ تلوار چلانے کے لیے آیا ہوں۔ تو پھر ان تمام لوگوں کی غلطی ہے جو کچھ اور معنے سمجھ رہے ہیں غالباً اسکی تقلید میں امریکہ کے مدبر اب ایک نئے امن کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اور اور وہ اسلام اور اسلامی عقائد کی توہین کی بنیاد پر ہے جیسا کہ میں نے گذشتہ ہفتہ میں یہ بتایا تھا کہ اہل امریکہ نے اسلامی مشنری کو اسلامی عقائد و اسلامی تعلیم کے اظہار اور پھیلانے سے روک دیا ہے۔ گویا اسلام ...... ایک ایسی چیز ہے جس سے امریکن برین کے نزدیک بدامنی پیدا ہو جائے گی۔ اسلیے اسکو روکنے کے لیے سلطنت اور حکومت کی کاروائی کو عمل میں لانا پڑا۔ امریکن لوگوں نے قبل اسکے کہ وہ اسلامی مشنری کے خیالات کو سنتے اور دیکھتے کہ اسلام کی نسبت جو انکی رائے ہے وہی صحیح اور درست ہے۔ یا وہ جو اسلامی مشنری بیان کر رہا ہے۔ اُنھوں نے اسلام کو دیکھا نہیں۔ اُنھوں نے اسکا تجربہ نہیں کیا۔ اُنھوں نے اسلامی مشنری کی باتیں نہیں سنیں۔ پس ہر طرح کی ناواقفیت کے ہوتے ہوئے اُنھوں نے اسلام کے خلاف اس قسم کے الفاظ استعمال کیے ہیں گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ایک ایسی بری چیز ہے جسکے پھیلانے کی یہ امریکن اجازت نہیں دیتے۔

وہ تاریخ بھول گئے مسلمانوں نے جو کچھ احسان عیسائی مذہب پر اپنے زمانہ اقتدار میں کیے تھے آج انکو دنیا کی تاریخوں سے مٹانے کی کوشش کیجا رہی ہے۔ اگر مسلمان اپنے زمانہ میں عیسائیوں کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کرتے تو شاید آج دنیا میں کوئی عیسائی نظر نہ آتا مسلمانوں کے عروج کے زمانہ میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے ہر طرح کے سبق پڑھے۔ اور انکی شاگردی کی۔

آج عیسائی ان سے جنکے کل وہ ممنون احسان تھے۔ جبکہ برسر اقتدار ہو گئے۔ یہ سلوک کر رہے ہیں۔ کہ ان لوگوں کو جو اسلام کا نام لیکر انکے ممالک میں جانا چاہیں روک دیا جائے۔

امریکہ کے پاس ایک آسمانی کتاب ہے۔ امریکن لوگوں کے پاس ایک مذہب ہے۔ اگر وہ دین الفطرۃ ہے اگر اس سے وہ روحانی غذا حاصل کرتے ہیں تو کیوں انہوں نے اپنی کتاب سے اسلامی مشنری کا مقابلہ نہیں کیا؟ کیوں اسلامی دلائل کا مسیحیت کے دلائل سے موازنہ نہیں کیا؟ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کے لوگ روحانیت سے اسقدر دور ہیں۔ یا مسیحیت کو ایسا کمزور سمجھتے ہیں کہ وہ اسکو مقابل میں لانیکی جرات نہیں کرتے۔ اسلیے مذہب کو بالائے طاق رکھکر ملکی طاقت کو استعمال کر رہے ہیں۔ اگر عیسائیت ایسی کمزور ہے کہ اسلامی مشنری کے خیالات سے بالکل پاش پاش ہو جائے گی۔ تو بہتر ہے کہ اہل امریکہ اس کو چھوڑ دیں کیونکہ ایک کمزور سے سہارا لینے سے یہی بہتر ہے کہ اسکو چھوڑ دیا جائے۔

اگر امریکن عیسائی مذہب کی قید سے آزاد ہو جاتے اور پھر یہ کاروائی کرتے تب اسکے اور معنی ہو سکتے تھے مگر اب ایسی حالت میں کہ وہ ایک مذہب کے پیرو اور اہل کتاب ہیں ان کا ایسا کرنا ان کی مذہبی کمزوری پر کھلی کھلی دلیل ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر اس کے یہ معنی کرنے پڑینگے کہ " امریکہ اسلام کا خطرناک دشمن ہے " وہ اسلامی ترقیاں۔ اسلامی عروج کو بالکل دیکھ نہیں سکتے

اے اہل امریکہ یاد رکھو اگر تم اسلام کے دشمن ہو۔ تو تم اُس شخص کی موت سے عبرت پکڑو۔ جسنے تم ...

بڑی عزت اور دولت حاصل کی تھی اور جو تمہارا نبی تھا۔ اور دن رات اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا رہتا تھا۔

آج وہ کہاں ہے کیا اسکی موت نے تمکو کچھ سبق نہیں دیا۔ تم لوگ دنیاوی کاموں میں بڑے ہشیار اور سمجھ دار ہو۔ تم نے بڑی بڑی ایجادیں کیں ہیں پھر اب تمھاری سمجھ کہاں گئی۔ تم نے دیکھا کہ ڈوئی نے اسلام کے خلاف اپنی زبان کھولی آخر جو اسکو سزا ملی وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے کی بات ہے پر تمنے اس موت سے سبق نہ لیا اور سبکے سب اسلام کے خلاف کھڑے ہوگئے۔ اسلامی عقائد کی حقیقت اگر تم معتوا ہ مبلغوں کے ذریعہ نہیں سن سکتے۔ تو اہل انگلینڈ سے پوچھو۔ کہ آج ان کی ایک سے زیادہ شادیوں کی نسبت کیا رائے ہے۔

جن ملکوں میں مرد کم ہیں عورتیں ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں زیادہ ہیں۔ ان ملکوں کے ہوٹلوں میں چلے جاؤ۔ ان کے بازاروں میں۔ گھر وں میں لاکھوں عورتیں اپنی عصمت خوشی کرکے گزارا کرتی ہیں۔ اسلام کا یہ اصول برا ہے کہ ایک مرد چار عورتوں تک شادی کرسکتا ہے؟

لیکن عیسائیت کا یہ اصول کہ مرد ایک ہی شادی کرسکتا ہے۔ خواہ ہزاروں عورتوں سے زنا کرے۔ اور ایک عورت ہر نئے مہمان سے دوستانہ تعلقات پیدا کرے یہ قابل شرم نہیں؟ انگلینڈ اور پیرس اور امریکہ کے حالات جو دنیا کے اندر شائع ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کسطرح سے بدکاری کا گہوارہ بن رہا ہے۔

خدا کے لیے ان عورتوں کی طرف ..... جو بیسیوں خاوندوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان عورتوں کی طرف دیکھو جنکو کوئی مستقل خاوند نہیں ملتا۔ ملک کی یہ حالت دیکھ کر مرد کم ہو رہے ہیں۔ اہل یورپ جو ذرائع اختیار کر رہے ہیں۔ وہ کسی کو بھول نہیں سکتے۔ ان حالتوں پر کوئی نظر نہیں۔ لیکن اگر ہی تو یہ کہ اسلام ہمارے ملک میں رائج نہ ہو جائے جس مذہب سے تم اس درجہ خائف ہو۔ وقت آگیا ہے کہ تمکو اسکی پناہ لینی پڑے گی۔ ورنہ تباہی کے دروازے تمھارے لیے کھلے ہیں:۔

میں مسلمانوں کے جذبات سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا غور کریں اور دیکھیں کہ آج ہم کس درجہ کمزور ہو چکے ہیں کہ ہر ایک قوم ہماری ہلاکت کی تجاویز سوچ رہی ہے۔ **مسلمانوں اٹھو**۔ اور دیکھو کہ تمھارا مذہب ایک ایسا مذہب ہے جس سے بڑی بڑی سلطنتیں خائف ہیں۔ آج اگر تمھاری سلطنتیں نہیں ہیں تو کچھ پرواہ نہیں۔ خدا کا نام لیکر اسلام کی تبلیغ کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ مختلف ملکوں میں پھیل جاؤ۔ قومیں اب تمھارے مذہب کے پیچھے پڑ رہی ہیں اسلیے اٹھو اور ان کو بتا دو کہ ہم ایک مضبوط چٹان پر کھڑے ہوئے ہیں۔

(باقی پھر)

جناب مفتی صاحب امریکہ کے اخبارات میں

جناب مفتی محمد صادق صاحب کو امریکہ میں اشاعت اسلام کرنے میں فی الحال جن مشکلات کا سامنا ہے ان کے متعلق ہم گذشتہ پرچہ میں لکھ چکے ہیں اور تمام مسلمانوں کو توجہ دلا چکے ہیں کہ انھیں اس اہم معاملہ کے متعلق خاموش نہیں رہنا چاہیے بلکہ گورنمنٹ کو ان مشکلات کے دور کرانے کی تحریک کرنی چاہیے جو امریکہ اشاعت اسلام کے راستہ میں ڈالنا چاہتا ہے لیکن اگر امریکہ نہ مانے تو پھر امریکن عیسائی مشنریوں کو ہندوستان میں مشن قائم کرنے سے روک دینا چاہیے۔

جناب مفتی صاحب کی مشکلات اور روکاوٹوں کے دور کرنے کیلیے کوشش ہو رہی ہے۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اچھا ہی نتیجہ نکلیگا۔

اسوقت ہم امریکہ کے دو سر برآوردہ اخبارات کے وہ خیالات ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جو انھوں نے جناب مفتی صاحب کے متعلق ظاہر کیے ہیں۔ (ایڈیٹر)

فلیڈلفیا (امریکہ) کا اخبار "پبلک لیجر" اپنے ۱۷ فروری کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"ایک مشرقی مذہب کو بغیر تلوار کی مدد کے پھیلانا ایک مشکل کام ہے۔ مگر موجودہ دنیا کی تہذیب چاہتی ہے کہ انسان بغیر تلوار کے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ مفتی محمد صادق جو کہ احمدیہ جماعت کا ایک مبلغ ہے۔ بغیر کسی تلوار و تیر و تفنگ کے عیسائی امریکہ کو مسلمان امریکہ بنانے کے لیے آیا ہے۔ مفتی محمد صادق جو کہ ایک معمر اور اعلیٰ درجہ کی لیاقت کا انسان ہے۔ لورپول سے بیورفورڈ جہاز میں سوار ہوکر گذشتہ ہفتہ فلیڈلفیا میں پہنچا۔ وہ انگلینڈ میں تین سال تک تبلیغ کا کام کرتا رہا۔ وہ کہتا ہے کہ اسکے ہاتھ پر سو کے قریب عیسائی انگریزوں نے اسلام قبول کیا۔ جنمیں سلمان خیتھ ایک لنڈن کا تاجر نوبار خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ وہ اپنے آپ کو احمدی نبی کا شاگرد اور مرید قرار دیتا ہے احمدی لوگوں کا اعتقاد ہے کہ دنیا میں نبی بمطابق ضرورت آتے رہینگے۔ اس زمانہ میں احمد نبی آیا جس نے ہندوستان میں ۱۸۸۹ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک اپنے دعوے کی اشاعت کی مفتی محمد صادق کے پاس بہت سے رسالجات چھپے ہوئے اپنے مذہب کے متعلق ہیں اور تمام وہ سامان جو کہ ایک مبلغ کے لیے ضروری ہے اسکے پاس مہیا ہے۔ آج گلاسٹر امیگریشن سٹیشن میں اسنے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں نیو یارک میں اپنا کام شروع کر دوں۔ اور اسکو مرکز بنا کر دوسرے شہروں میں بھی اس کام کی توسیع کر دوں۔ میں کسی کو اس ملک میں نہیں جانتا۔ اور نہ کوئی انسان مجھ سے واقف ہے میں ایک مبلغ کی حیثیت میں آیا ہوں اور میں اپنے مذہب کی اشاعت اور مشن کی تبلیغ میرے مدنظر ہے۔ اسکے انوکھے لباس نے اسکی موثر

گفتگو کی طرف بہت سے لوگوں کو متوجہ کردیا ہے۔ اسنے اپنے مذہب کے اصول کا ایک خلاصہ تیار کیا ہے۔ جو یہ ہے (اسکے آگے اسلامی عقائد کو درج کیا گیا ہے) فلیڈلفیا کا دوسرا اخبار "پریس" لکھتا ہے۔

جیسا کہ امریکہ کے مختلف مذہبی فرقے اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے ہزاروں لاکھوں روپیہ ہر سال خرچ کرتے ہیں۔ اور دنیا کے دور دراز ملکوں اور خطرناک خطوں میں اپنے فلاسفر اور پادری مسیح کے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کیلیے بھیجے جاتے ہیں۔ تبت کے وحشتناک جنگلوں میں۔ عرب اور ہندوستان کے گرم ریگستانوں میں افریقہ اور چین کے غیر آباد اور دشوار گزار راستوں میں پادریوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اسی طرح مفتی محمد صادق بے یار و غمگسار ہزاروں میلوں کا سفر طے کرکے امریکہ میں اپنی مذہبی جنگ کو شروع کرنیکے لیے پہنچا ہے۔ اسکو امید ہے کہ وہ امریکہ کے لوگوں کو ان اصولوں کی طرف کھینچ لاویگا جو کہ احمد نبی نے جسکا وہ مرید ہے۔ اس زمانہ میں دنیا کو سکھائے۔ مفتی محمد صادق کے ارادوں میں اس برے سلوک نے جو کہ امریکہ نے کیا۔ تزلزل نہیں پیدا کیا۔ اور وہ بےچین ہے کہ جلدی سے جلدی اپنے لیکچر شروع کرے۔ اور امریکہ کے لوگوں کو اس امن پسند مذہب کے اصولوں کی طرف رہبری کرے جو کہ احمد نبی بروز محمدؐ نے اس زمانہ میں لوگوں کو سکھلائے۔ صادق جو کہ قادیان پنجاب کا باشندہ ہے۔ ایک فلاسفر ہے۔ اور ایک تجربہ کار اور بلند ہمت اور پختہ ارادے کا انسان ہے نہایت ہی شائستہ اور مہذبانہ الفاظ میں جو کہ تعلیمیافتہ گروہ کا خاصہ ہے اپنے مذہب کو اس نے "پریس" کے رپورٹر کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا کہ میں نے تین سال تک مبلغ اسلام کی حیثیت سے لنڈن میں کام کیا ہے وہاں میں نے بہت سے لیکچر دیئے۔ اور بہت سے لوگوں کو احمدی بنایا۔ احمد جو کہ سلسلہ کا بانی تھا ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۱۸۸۹ء میں اسنے اپنا کام شروع کیا اور ۱۹۰۸ء میں جبکہ اسکے ماننے والوں کی تعداد ۶ لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی۔ فوت ہوا۔ احمد اسلام میں پیغمبر اور رسول کا منصب رکھتا تھا۔ اور قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی کتاب یقین کرتا تھا۔ اور اسنے مسلمانوں میں بعض اصلاحیں کیں۔ اس کا دعویٰ تھا کہ خدا اس سے کلام کرتا ہے۔ اور اس نے اسکو دنیا کی اصلاح کے لیے مسیح کا منصب دیکر مبعوث کیا ہے۔ اس نے بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ جو کہ اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اور پیشگوئیوں اور ان کے علاوہ اور معجزات کو جو کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے ہاتھ پر ظاہر کیے اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں پیش کیا۔ میں ۱۸ سال اس کی صحبت میں رہا ہوں اور میں نے بچشم خود بہت سی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ اس نے اس مہیب خطرناک جنگ اور زار روس کی قابل رحم اور ابتر حالت کی نسبت بھی ان واقعات سے دس سال پہلے پیشگوئی کی تھی۔ اور اسکو چھاپ کر دنیا میں شائع بھی کر دیا تھا اس نے ہندوستان میں طاعون کے متعلق بھی پیشگوئی کی تھی اور اور بہت سے اہم واقعات دنیویہ کے متعلق مختلف پیشگوئیاں کیں۔ جو کہ اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اس نے چگاگو کے ڈاکٹر ڈوئی سے مباہلہ بھی کیا تھا۔ اور دنیا کو بتایا تھا۔ چونکہ ڈاکٹر ڈوئی ایک مفتری انسان ہے اسلیے جلدی ہی ہلاک ہوجائیگا۔ چنانچہ امریکہ نے اسکی ہلاکت کو دیکھا"

(الفضل)

المناک واقعہ

سیکرٹری سیلون اور اُس کا بھائی پولیس کی حراست میں

یہ خبر نہایت ہی افسوس کے ساتھ پڑھی جائیگی۔ کہ مسٹر لائی سیکرٹری انجمن احمدیہ سیلون پر وہاں کے غیر احمدیوں نے کسی قتل کے مقدمے میں مقدمہ چلایا ہے اور اُن کو زیر حراست پولیس کروا دیا ہے وہاں غیر احمدی احمدیوں کو گذشتہ چند سالوں سے سخت تکلیف دے رہے تھے۔ اور اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح اُن کو اور انکے مشن کو صدمہ پہنچا دیا جائے لیکن آج تک وہ کامیاب نہ ہوسکے۔

اب جو کچھ اُنھوں نے کیا ہے۔ وہ ظاہر ہے کہ گذشتہ دشمنی کی بنا پر کیا ہے۔ ابھی مفصل حالات موصول نہیں ہوئے۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ گورنمنٹ سیلون غیر احمدیوں کی ان زیادتیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور احمدیوں کی با امن پالیسی کو جانتے ہوئے انصاف سے فیصلہ کرے گی۔ مفصل حالات موصول ہونے پر شائع کیے جاوینگے ؎

ریویو

ہمارے پاس بہت سے کتب اور رسالے ریویو کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ مگر [illegible] کی وجہ سے ہم انکی طرف توجہ نہیں کرسکے۔

اگرچہ جلد توقع کی جاسکتی ہے کہ ان پر ریویو شائع ہو سکیگے اسوقت میرے سامنے "رفیق حیات" ایک ماہواری رسالہ ہے جو پہلے حکیم عطا محمد صاحب کی زیر ادارت تھا اور اب مولوی محفوظ الحق صاحب علمی کی ادارت میں نئی زندگی حاصل کرکے نکلا ہے۔ مولوی صاحب نے رسالہ کو ایک لطیف چیز بنا دیا ہے اور ہر مذاق کے لوگوں کے لیے اسمیں سامان مہیا کردیا ہے (بقیہ مضمون ملاحظہ پر [illegible])

واقعات حاضرہ پر کچھ

(حضرت عرفانی کے قلم ندرت رقم سے)

ہندوستان میں شیخ الاسلام کی ضرورت

اسلامی ہندوستان میں ایک عجیب قسم کا تلاطم برپا ہے۔ اور مسلمان کچھ اس طرح ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں جن سے انکی بے بسی اور اضطراب نمایاں ہے۔ یہ حرکت یہ احساس یہ اضطراب انشاء اللہ مفید نتائج پیدا کریگا۔ کم از کم انکو اپنی بیماری کا احساس ہو گیا ہے۔ صحیح علاج کی طرف بھی آ جائینگے۔ جیسے مسئلہ خلافت نے انمیں تحریک پیدا کی ہے۔ اور یہ امر انکی سمجھ میں آ گیا ہے کہ خلافت اسلامی زندگی کے لئے باد حیات ہے۔ لیکن ابھی تک وہ خلافت راشدہ کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور حکومت اور خلافت میں امتیاز پیدا نہیں کرینگے۔

اب انمیں یہ تحریک شروع ہوئی ہے کہ ہندوستان میں ایک شیخ الاسلام کی ضرورت ہے اتحاد کے لئے امام کا وجود لازمی ہے۔ اور جب تک مسلمان اس اصل کو قبول نہیں کریں گے۔ اور وہ جس امام کے ساتھ کامل تعلق پیدا نہیں کر سکینگے۔ انکی شومی اعمال دور نہ ہونگے۔ لیکن یہ شیخ الاسلام محض اس وجہ سے کوئی شخص نہیں کہتا کہ وہ بادشاہ ہے یا دولت مند ہے اور نہ محض اس وجہ سے کہ وہ بڑا متبحر عالم ہے بلکہ اسکے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ

اسکا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک عرفانی تعلق ہو

اسکی دعاؤں میں قبولیت کی تاثیر اسکے کلام میں معرفت کا پورا اور اسکے کام میں اسلام کی حقیقی حمایت و تائید کی روح کام کرتی نظر آئے۔ اور یہ بجز اس سلسلہ کے جسکو خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے دوسری جگہ نہ ملیگی۔ مسلمان اپنی راہ نجات کی تلاش میں وہ اس راستہ کو آزما دیکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے اذن اور امر سے لیکر آئے۔ اور آج لاکھوں آدمی جسکے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ تمام تحریکیں۔ یہ تمام مساعی جمیلہ اس آنیوالے انقلاب کی مبشر ہوائیں ہیں۔ جو دنیا کو نیاز مندی کے ساتھ اس وجود کی طرف لائیں گی جو اپنے کاموں کے لحاظ سے اولوالعزم لکھدیا گیا ہے اور جسکی تائید اور نصرت کے لیے خدا تعالیٰ نے بڑے بڑے وعدے کیے ہیں اور جو اسوقت حقیقی مصداق خلافت راشدہ کا ہے۔ آج جنکی آنکھیں بند ہیں وہ کل اسکو دیکھیں گی۔

ہندو مسلم اتحاد

ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی۔ آپنے چاہا کہ مذہبی مناقشات اور جھگڑوں کا خاتمہ کر دیں۔ چنانچہ آپنے تمام مذاہب کے لیڈروں کو نوٹس دیا کہ وہ ایک معاہدہ کریں کہ کسی مذہب پر کوئی حملہ نہ کیا جاوے۔ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں اور صداقتیں بیان کریں۔ اسوقت مذہبی جوش میں مبتلا لوگوں نے اسکی پرواہ نہیں کی۔ اور آج ہندو مسلم اتحاد میں پیش پیش ہیں انمیں سے بعض اسکی مخالفت کیلئے اٹھے۔ پھر آپنے پیغام صلح میں گاؤکشی کے انسداد کے لیے بہترین تحریک کی مگر اسوقت بھی آریہ حضرات نے مخالفت کا علم بلند کیا لیکن خدا کی قدرت اور نصرت کا ایک عجیب مشاہدہ ہو رہا ہے۔ آج ہندو مسلم اتحاد کے لیے زبردست تحریک جاری ہے۔ اور علمائے اسلام جو ہمارے مکفرین ہیں گاؤکشی کے ترک کیلئے فتوی دے رہے ہیں۔ ہم ایسی تحریکوں سے بہت خوش ہیں کیونکہ یہ ہمارا مقصد پورا ہو رہا ہے۔ اور خدا نے ہمارے دشمنوں کو بطور فرد ہمارے کام میں لگا دیا ہے اگرچہ جو طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا تھا وہ بے نظیر و نہایت عالی شان اپنے اندر رکھتا تھا لیکن جس طریق سے بھی اس پیارے کے مقصد پورے ہوں ہم اسپر قربان ہیں۔ ہندو مسلم اتحاد بھی اس روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ہے جسکے لیے دنیا تیار ہو رہی ہے۔

علمائے اسلام اصطلاحات شرعیہ کی ہتک نہ کریں

علماء جو آجتک مسجدوں کے گوشوں میں بیٹھکر فتوے نویسی ہی کو زندگی کا اعلیٰ معراج سمجھے ہوئے تھے۔ سیاسی میدان میں نکلے ہیں۔ اگرچہ سیاست کے میدان کارزار میں ان کے شان علم کا مقتضیٰ نہ ہو مگر تاہم ان میں ایک بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اس سے امید ہوتی ہے کہ وہ کم از کم اب دینی اور اسلامی ضرورتوں سے خبردار تو ہو جائینگے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہے کہ وہ اس معراج افراط و طوفان سیاست میں بری طرح بہنے لگے ہیں۔ وہ لوگ جو جلیانوالہ باغ میں مارے گئے انکو شہید کا خطاب دینا۔ اسلامی اصطلاحات شرعیہ کی ہتک ہے۔ ان کے ساتھ ہمدردی کرنا ان کی یادگار بنانا یہ سوال راہ میں نہیں اور نہ اسپر کچھ کہنے کی ضرورت ہے ہر ایک قوم اپنے لوگوں کی یادگاریں کسی نہ کسی رنگ میں قائم کرتی ہے۔ اور ان کے اغراض خاص ہوتے ہیں لیکن شہید اسلامی اصطلاح ہے۔ اور علماء اسلام اس سے ناواقف ہیں۔ پھر میں نہیں سمجھتا کہ وہ کس شعور اور بصیرت سے ان کو شہید کا خطاب دیتے ہیں؟ انکو محب وطن کہو جو کچھ چاہو خطاب دو لیکن شہید کا خطاب اسلامی اصطلاحات کی ہتک ہے۔ وہ علماء جو میدان سیاست میں اترے ہیں۔ ذرا سوچ کر ان امور پر زبان کھولیں تو اچھا ہے۔

(عرفانی)

(بقیہ مضمون صفحہ ۵ کالم ۲)

یعنی طبی۔ علمی۔ تاریخی۔ ادبی رسالہ بنا دیا ہے۔ رسالہ کا پہلا نمبر بتاتا ہے کہ مولوی صاحب کے دل میں اس رسالہ کی نسبت بہت کچھ امنگیں ہیں۔ ان سب کو پورا کرنے کے لیے احباب ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اور خریداری کی جلد درخواستیں فرمائیں۔

دفتر رفیق حیات قادیان

(ضلع گورداسپور پنجاب)

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

(۱)

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں صحابہ مسیح موعود علیہ السلام اور علی الخصوص قادیان میں مقیم احباب اور بزرگان اہل بیت کے حضور ایک گزارش کی تھی۔ مگر میرے تعجب کی کوئی حد نہیں کہ بجز صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی احمدی اور مکرم مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے ابھی تک طبقہ اعلیٰ کے لوگ بالکل خاموش ہیں کیا انکی خاموشی دوسروں کے لیے اُسوہ کا کام دیگی یا انکی ہمت بڑھائیگی؟ یہ ایک سوال ہے جسکا جواب الحکم کے کالم آئندہ دیں گے۔

(۲)

الحکم کی توسیع اشاعت کا سوال زیر غور ہے کہ اسکے جدید ایڈیٹر صاحب کے زیر نظر کچھ تجاویز ہیں جو ابھی تک معلوم نہیں۔ لیکن وہ انکے لیے بھی توسیع اشاعت چاہتے ہیں۔ احمدی جماعت اس سوال کو کبتک معلق رکھے گی؟ میں بحیثیت الحکم کے بانی اور اسکے ایڈیٹر اول ہونیکے آئندہ اس سوال کا حل کسی قدر جبر سے کرنے کو تیار ہو گیا ہوں اور یہ احباب کی محبت اور اخلاص ہے کہ وہ مجھے اس جبر پر مجبور کر رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آخیر اپریل ۱۹۲۰ء تک تمام انجمنوں نے الحکم کی ایک ایک کاپی کے لیے خود درخواست نہ کر دی تو یکم مئی سے انکو اسکے خریدنے پر میں مجبور کروں گا۔ یہ میرا نوٹس ہے اسلیے اگر تمام انجمنیں الحکم کی ایک ایک کاپی اپنی انجمن کے مجموعی مقامی چندے سے خرید کریں۔ تو ایک مہینے میں تین سو سے زائد خریدار پیدا ہو جاتے ہیں۔ تمام انجمنیں اس سوال کو اپنے اجلاسوں میں پیش کریں۔ قادیان کی انجمن جو تمام امور میں پیش پیش ہے سب سے پہلے اسکو طے کرے۔

(۳)

۲۶ مئی کا الحکم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کی یادگار میں ۲۶ مئی کا الحکم ایک خاص نمبر ہوگا۔ میں نے پہلے بھی دس ہزار کے لیے قید لگائی تھی یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر احباب توجہ کریں یہ نمبر بڑے بہم صفحے پر شائع ہوگا (انشاء اللہ العزیز) کسقدر شائع ہوگا۔ یہ جماعت کے احباب کی ہمت افزائی پر موقوف ہے۔ ۱۰۰ کاپی کی قیمت عہ ہوگی۔ فی کاپی ۲ تمام درخواستیں آخیر اپریل تک دفتر الحکم پہنچ جاویں۔ قیمت بھیجنے کی ضرورت نہیں اخبار ۲۱ مئی ۱۹۲۰ء کو انشاء اللہ شائع ہو جاویگا تاکہ ۲۶ مئی تک ہر قیام پر پہنچ جاوے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم خادم اس میں مضامین لکھیں اور جو صاحب نظم لکھ سکتے ہیں وہ نظم لکھیں۔ نظموں کے لیے صرف دس صفحے مخصوص ہونگے۔ اور ۲۰ صفحہ مضامین کے لیے۔ کاغذ سفید عمدہ لگایا جائے گا۔ یہ ایک قابل قدر تحفہ ہوگا۔ ۱۰۰ بزرگوں کی ضرورت ہے جو ایک ایک سو کاپیاں خرید کرلیں۔ جسقدر کاپیاں مطلوب ہوں انکی اطلاع آخیر اپریل ۱۹۲۰ء تک دفتر الحکم کو دیجائے۔ (عرفانی)

نوری سفر

(گذشتہ سے آگے)

۸

الغرض مونگھیر میں دو دن تک سلسلہ تبلیغ جاری رہا خاکسار کچھ بیمار ہو گیا تھا جسکی وجہ سے رخصت کے دن میرے لیے سواری کا انتظام کیا گیا۔ سواری کا واقعہ پر لطف اور دلچسپ ہے۔ کیونکہ آج سے پہلے یہ سواری نہیں ملتی تھی۔ جسطرح مونگھیر جاتے وقت عصر جدید کی ایک نئی سواری (ٹرالی) پر پنڈی بہاء الدین سے مونگھیر تک سوار ہونا پڑا۔ اور یہ میری عمر کا پہلا واقعہ تھا اسی طرح یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ رخصت ہوتے وقت ایک ایسی سواری پر سوار ہونا نصیب ہوا۔ جو زمانہ قدیم کی ایک قدیم سواری ہے جسکے ساتھ یہودیوں کو سورۃ جمعہ کی ایک میں تشبیہ دی گئی۔ شیخ سعدی

"گر شش بمکہ برند"

کنکر جسکی تعریف کرتے ہیں۔ جس کی آواز کو "انکر الاصوات" فرمایا گیا۔

بہر حال میں اس سواری پر سوار ہوا۔ کہ وہ دوسرے راستہ پر سیدھی چلدی۔ پھر واپس کیا گیا اسکے ساتھ ضمیمہ اور بھی لگا ہوا تھا جو اسی کا بچہ تھا اور راستہ میں۔ اُچھل کود مچاتا۔ کلیل کرتا۔ زمین میں لوٹتا پوٹتا چلتا تھا"

یہ سواری سراپا خوش رفتار رہی۔ جب پنڈی بہاء الدین کا نصف سے زائد راستہ طے کر چلی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میرے دوست اس سے محروم رہیں چنانچہ اپنے مکرم معظم مخلص مہربان جناب شیخ محمد یوسف صاحب وہ دوان ایڈیٹر کو سوار کیا۔ اور سواری کی لگام میں نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔ میرا ارادہ تھا کہ اسی طرح لگام پکڑے میں پنڈی بہاء الدین میں داخل ہوتا۔ میں نے شیخ صاحب مکرم سے کہا کہ قرون اولیٰ میں ہمارے اسلاف ایسا ہی کرتے تھے۔ مگر طے پایا کہ

سواری مع اسباب اسٹیشن بھیجدیا جائے۔ اور ہم دفتر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین میں چلیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ؛

(۹)

ایڈیٹر صاحب صوفی بہت اچھی طرح ملے شیخ صاحب نے سوال کیا کہ "اشاعت اسلام کے متعلق اسوقت تک آپنے کیا کیا ہے"

ایڈیٹر صاحب:۔ چند علماء مقرر کئے گئے ہیں جو دورہ کر کے تبلیغ کرینگے ؛

شیخ صاحب:۔ کیا تبلیغ کیلئے آپ نے پنجاب کو مقدم رکھا ہے۔

ایڈیٹر صاحب:۔ جی ہاں ہماری تبلیغ ابھی مسلمانوں ہی میں محدود ہوگی۔

شیخ صاحب:۔ راجپوتانہ کا علاقہ بہت قابل توجہ ہے۔ وہاں مسلمان محض برائے نام مسلمان ہیں۔ انکیں جہالت پھیلی ہوئی ہے۔ انداز بچہ کرنے کی نیت وغیرہ وغیرہ فضول باتیں ان میں رائج ہیں کسی پیر صاحب سے چھری پر دم کرالیتے ہیں۔ اور مدتوں بلکہ سات پشت تک اسی سے جانور ذبح کرتے رہتے ہیں۔ نماز روزہ احکام اسلام سے بالکل ناواقف ہیں

ایڈیٹر صاحب:۔ بہت خوب آپنے ہمیں اچھا میدان تبلیغ بتایا پھر بہت سی باتیں ہوئیں ایڈیٹر صاحب صوفی نے اپنی ڈاک میں سے وہ خطوط دکھائے۔ مقرر ہونیوالے مبلغین کی طرف سے موصول ہوئے تھے۔ جنمیں ۵۰ اور ۱۰۰ روپے [illegible] چاہتا تھا کہ ابتداءً کچھ کم تنخواہ پر مبلغ کام کرتے پھر آہستہ آہستہ ترقی ہوتی جاتی۔ مگر کوئی نہیں قبول کرتا۔ افسوس ہے کہ آدمی کام کا نہیں ملتا" غرض اسی طرح بہت سی باتوں کے ہم رخصت ہو کر سٹیشن پہنچے۔ اور لالہ موسیٰ پہنچکر ہمیں گاڑی نے چھوڑ دیا

(۱۰)

جس گاڑی کا ہم انتظار کرتے تھے۔ وہ چار گھنٹہ لیٹ ہوگئی۔ لالہ موسیٰ کے احمدی احباب نے تقریروں کا انتظام کیا۔ رات کو حکیم محمد قاسم صاحب کے مکان پر تقریریں ہوئیں۔

شیخ صاحب نے "حقانیت اسلام" اور "صداقت مسیح موعود" پر بیان فرمایا۔ مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل نے دعاوی مسیح موعود پر تقریر کی خاکسار علمی نے یہ بیان کیا۔ کہ احمدی ہونے کی حیثیت سے "ہماری خصوصیات" کیا ہیں جسکا اجمال یہ ہے کہ

(۱) دنیا کی دیگر قومیں رنجیدہ ہیں۔ ہم خوش ہیں۔

(۲) ہم وہ کام کر سکتے ہیں جو دوسرے نہیں کر سکتے۔ " ہم خدا کے وعدے ہیں"

(۳) ہم کامیاب عاشق ہیں دوسرے منتظر ہے

فرق ست میان آنکہ یارش در بر
یا آنکہ دو چشم انتظارش بر در۔

(۴) ہم ہی متحدہ جماعت ہیں۔ ید اللّٰہ علی الجماعتہ

(۵) ہمارا ایک امام و پیشوا ہے۔ غیر احمدیوں کا کوئی واحد امام نہیں۔

(۶) ہمنے امام زمان کو شناخت کیا۔ ہم جاہلیت کی موت سے بچ گئے ہیں۔

(۷) ہمارے پاس موجودہ صدی کا مجدد ہے۔ غیر احمدی تلاش ہی میں ہیں۔

(۸) ہم دنیا کے مذاہب پر غالب ہیں۔

(۹) ہم اہل بصیرت ہیں محض مقلد نہیں۔

(۱۰) ہم وسطی راہ پر ہیں خیر الامور اوسطہا۔

(۱۱) ہم تمام انبیاء کو صادق مصدق مانتے ہیں۔ ہم نبی شناس قوم ہیں۔ اپنا مشاہدہ ساتھ رکھتے ہیں

(۱۲) ہم تمام بزرگان اولیاء۔ انبیاء کو جیسا ماننا چاہیے ویسا ہی مانتے ہیں نہ انکے رتبہ کو گھٹاتے ہیں نہ حد سے بڑھاتے ہیں۔

(۱۳) ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح عزت و عظمت قائم کرتے ہیں۔

(۱۴) ہم خدا کے وجود پر کامل یقین رکھتے ہیں اور اسکی وحی کو دلی نور اور پورے وثوق سے قبول کرتے ہیں

(۱۵) ہم دنیا اور دین کی ہر طرح ترقی کرتے جاتے ہیں اور کرتے جائینگے کیونکہ خدا نے ہمارے لیے وعدہ اعانت فرمایا ہے۔ انی مھین من اراد اھانتک انی معین من اراد اعانتک ؛ (باقی دارد)

رُباعیات

چاہتے ہو کہ رہو عزت و اکرام کے ساتھ
زندگی ہو یہ بسر آپ کی آرام کے ساتھ
صدق دل سے ہو مسلمان عزیز و جلدی
امن وابستہ ہے عالم کا بس اسلام کے ساتھ

دیگر

نیک بندوں میں خدا کے کبھی شامل نہ ہوئے
ہو کے حافظ کبھی قرآن پہ عامل نہ ہوئے
وائے بر حال گنا ہوئیں کٹی عمر عزیز
"بے کمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہ ہوئے"

دیگر

محبوب تجھکو قاضیٔ حاجات چاہیئے
خالق کا ذکر بس تجھے دن رات چاہیئے
عاشق بتوں کا حافظ قرآن ہو۔ چہ خوش
مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیئے

دیگر

اشاعت دین احمد ہو خدا وند
ترقی عیسوی مذہب کی ہو بند
تمام عیسائی اور ہندو ہوں مومن۔
مسلماں ہو کے آئے جیسے ساگر چند

حافظ سلیم احمد خان سلیم احمدی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

علمائے امرتسر کے مطالبہ حدیث کا جواب!

چودہ ۱۴ اپریل کو جبکہ امرتسر میں جماعت احمدیہ کے امام کا لیکچر اس امر پر تھا کہ اسلام مسیحیت سے افضل ہے جو کچھ قابل افسوس حرکات امرتسری علماء کے شاگردوں نے کیں ان کو سنکر بیرونجات کے لوگوں کو یقین آنا ایک نہایت ہی مشکل امر ہے خود وہ لوگ جو اس نظارہ کو دیکھ رہے تھے انگشت بدنداں تھے۔ اور دریائے حیرت میں غوطہ زن تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اور ان کو یقین نہ آتا تھا۔ کہ ایک مسلمان تو مسلمان ...... کسی مذہب کا پیرو انسان بھی اس ادنیٰ درجہ تک گر سکتا ہے۔ اور ان حرکات کا مرتکب ہو سکتا ہے *

لیکچر میں یہ امر بیان ہو رہا تھا کہ مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے جو تمام مذاہب کے پیرووں کو مسیحیت کی دعوت اس بنا پر دی ہے۔ کہ مسیحیت میں خدا تعالیٰ کو باپ ماننے کا عقیدہ ہے۔ اور نہایت اعلیٰ اخلاقی تعلیم اس نے دی ہے یہ دعوت بلا کافی غور کرنیکے دیدی گئی ہے ورنہ وہی عقیدہ اور تعلیم جو وہ اپنے مذہب میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے مذہب سے ہزاروں سال پہلے کے مذاہب میں موجود ہے۔ ہندو مذہب اور دیگر مذاہب میں اس قسم کی تعلیم۔ بلکہ اس سے بڑھکر تعلیم موجود ہونیکا ثبوت دینے کے بعد ہمارے امام نے بیان کیا تھا کہ اسلام نے اس امر کے متعلق جو تعلیم دی ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ ہے۔ اور وہ یہ کہ گو اسلام نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا تعلق انسانوں سے اس سے بھی زیادہ ہے۔ جو ایک ماں کو اپنے بچہ سے ہے۔ مگر اصل طریق اسلام نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس مشابہت سے بھی بڑھکر یہ تعلیم دی ہے کہ خدا تعالیٰ رب ہے۔ اور رب کا تعلق عربی زبان کے محاورہ کے مطابق اَب کے تعلق سے بہت اعلیٰ اور بہت اکمل ہوتا ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لیے اسلام نے ماں کے رشتہ سے بھی بڑھکر خدا تعالیٰ کا تعلق بندہ سے بیان کیا ہے۔ ہمارے امام نے ایک حدیث کا ذکر کیا۔ جسکا یہ مضمون ہے کہ ایک عورت ایک موقعہ پر اپنے بچہ سے بچھڑ گئی اور دیوانہ وار ادھر ادھر اپنے بچہ کی تلاش میں پھرنے لگی۔ جو بچہ اسکو ملتا۔ اسکو گلے سے لپٹا لیتی پھر اپنے بچہ کی تلاش میں لگ جاتی۔ جب اسکا بچہ مل گیا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو تعلق اس عورت کو اپنے بچہ سے ہے۔ اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر رحم کرنیوالا ہے۔ اس موقعہ پر مولوی عطاءاللہ صاحب جو اس جماعت میں سے تھے جو لیکچر میں شور کرنیکی نیت سے گھر سے چلی تھی۔ اور جس نے شروع میں ہی کہدیا تھا کہ اپنے منشا کے خلاف بات سن کر ہم ضرور بولینگے۔ کھڑے ہوگئے۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ اس کا حوالہ دیا جائے ہمارے امام نے اُن کو جواب دیا کہ اسوقت لیکچر میں بولنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ کو اس حدیث میں شک ہے تو آپ گھر پر آکر دریافت کر سکتے ہیں مگر مولوی عطاءاللہ صاحب کھڑے ہوگئے۔ اور عجیب طرح ہاتھ مار کر چلانا شروع کیا کہ میں مرجاؤں گا اور یہاں سے نہیں ہلوں گا۔ اور اسوقت تک کہ اس حدیث کا حوالہ نہ دیا جائیگا لیکچر شروع ہونے نہ دوں گا۔ اسپر پھر کہا گیا کہ حوالہ تو آپ کو گھر پر دیا جائیگا۔ یا لیکچر کے بعد۔ مگر انھوں نے بے اختیار شور کرنا شروع کر دیا۔ کہ نہیں بتاؤ کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے اسکے کس صفحہ پر ہے۔ کس سطر میں ہے اور کس مطبع کی وہ کتاب چھپی ہوئی ہے۔

اس فقرہ کی انکو کچھ ایسی رٹ لگی۔ کہ آخر دم تک جبتک کہ پولیس نے انکو ہال سے باہر نہیں نکالدیا وہ برابر یہی شور مچاتے رہے۔ اور ہاتھ بڑھا بڑھا کر جس طرح بعض نادان عورتیں ایک دوسرے کو طعنہ دیتے وقت ہلاتی ہیں۔ یا جسطرح گھاس کاٹنے والا کھرپے سے گھاس کھودتا ہے۔ کہتے چلے جاتے تھے۔ صفحہ صفحہ سطر سطر مطبع مطبع میں مرجاؤں گا۔ نہیں ہلوں گا۔ لیکچر نہیں ہونے دونگا۔ اسلام کی ہتک ہوگئی۔ یہ تمھارا مذہب۔ کہ خدا تعالیٰ باپ سے زیادہ مہربان ہے۔ اسلام کا نہیں۔ یہ تمھارے باپ کا الہام ہے کہ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ اسلام اس کے خلاف ہے وہ اس شور میں اکیلے نہ تھے۔ بلکہ فوراً ہی ان کے ساتھ بہت سے آدمیوں کی جماعت کھڑی ہوگئی۔ جنھوں نے ان کے ساتھ ملکر شور مچانا شروع کر دیا کہ حوالہ سطر اور صفحہ اور مطبع بیان کرو۔ اور ساتھ ہی گالیوں کی بوچھاڑ بھی شروع ہوگئی۔ وہ تو اپنے ذہن میں اس امر کو اپنی فتح خیال کر رہے تھے۔ مگر غیر احمدیوں کے لوگوں کے چہرہ سے اسوقت سخت نفرت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اور وہ دل میں حیران تھے کہ کیا مسلمان اس درجہ قعر ضلالت میں گر گئے ہیں مگر سب سے زیادہ قابل تعجب یہ بات تھی۔ کہ مولوی عطاءاللہ صاحب کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے ہندو صاحبان کو اپنے جوش میں شریک نہ دیکھکر یہ نعرہ لگایا۔ کہ ہم ہندو بھائیوں کے مذہب کی ہتک ہوتی ہوئی نہیں دیکھ سکتے۔ انہی صاحب نے یا کسی اور نے ایک طرف کچھ ہندو صاحبان کی طرف مخاطب ہوکر آوازہ کیا کہ تم لوگوں کو غیرت نہیں آتی۔ کہ یہ شخص تمھارے مذہب کا رد کر رہا ہے اور تم سن رہے ہو۔ مگر یہ نکتہ